السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

صاحب تقویۃ الایمان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہا ہے حالانکہ تمام انبیاء آپ کی تابعداری کرنے اور امتی ہونے کی خواہش کرتے رہے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو صحابہ یا امت کا بھائی کہا ہے تو'' اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم بھی ان کو اپنا بھائی کہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اعتراض معترض بر فائدہ تقویۃ الایمان کہ زیر حدیث ((اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم)) مذکور است، نیز مشعر بر جہالت وعدم عبور اور بر قرآن مجید وحدیث است مدفوع بدو وجہ است۔

معترض کا یہ اعتراض بھی صاحب تقویۃ الایمان کے فائدہ پر جو انہوں نے حدیث اعبدواء ربکم واکرموا اخاکم'' کے تحت لکھا ہے سراسر جہالت اور قرآن وحدیث شریف پر عدم عبور کی بنا پر ہے اور یہ اعتراض دو طرح پر مردود'' ہے۔''

وجہ اول این کہ مسلمان باہم چہ اعلیٰ وچہ ادنیٰ باصل واحد کہ ایمان واسلام است منتسب می شوند، یعنی ایمان واسلام بمنزلہ اب است، وہمہ مسلمانان برادران دینی ہستند، وانتساب دینی واسلامی اشرف وافضل است از انتساب نسبتی، چنانکہ کفار با خودہا بمشارکت۔

کفریہ اخوان اندر، خدائے تعالیٰ در قرآن مجید می فرمایا (انما المؤمنون اخوة) جزاین نیست کہ مومنان برادر انند مریک دگر را در دین چہ ہمہ منت، ندباصل واحد کہ ایمان است (انما المؤمنون اخوة) من حیث انہم متتسبون الی اصل واحد وہو الایمان الموجب للحیوة الابدیة کذا فی التفسیر البیضاوی المسئلة الاولی قولہ تعالیٰ (انما المؤمنون اخوة) قال بعض اہل اللغة الاخوة جمع الاخ من النسب والاخون جمع الاخ عن الصداقة فاللہ تعال قال (انما المؤمنون اخوة) تاکید الامر واشارة الی ان ما بینہم ما بین الاخوة من النسب والاسلام کالاب قال قائلہم ؎

آبی الاسلام لااب لی سواہ

اذا فتخروا بقیس او تمیم

انتہی ما فی التفسیر الکبیر وغیرہ من التفاسیر، نعم ما قیل ؎

ہزار خویش کہ بیگانہ زخدا باشد

فدائے یک تن بیگانہ کاشنا باشد

وپر ظاہر است کہ صیغہ مومنون ومسلمون از جملہ الفاظ عام است العام ہو اللفظ المستغرق بجمیع ما یصلح لہ بحسب وضع واحد کذا فی کتب اصول الفقہ پس آیت کریمہ (انما المؤمنون اخوة) من حیث لایمان مستوعب وشامل گردید رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وہم امت مومنہ راد۔۔۔ است عند العلاء الفحول من اہل الاصول کا اخلاء المعنی من اللفظ العام الموضوع غیر معقول کما لایخفی علی الماہر بالاصول۔

وجہ اول یہ ہے کہ مسلمان آپس میں خواہ ادنیٰ ہوں یا اعلیٰ ایک اصل ایمان کی طرف منسوب ہونے کی بنا پر بھائی بھائی ہیں یعنی ایمان اور اسلام بمنزلہ باپ کے ہے، اور تمام مسلمان دینی بھائی ہیں اور دینی اور اسلامی نسبت سب'' سے اشرف واعلیٰ ہے اور کافر بھی اپنی ملت کفریہ کی وجہ سے آپس میں بھائی ہیں اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ مومن سب آپس میں بھائی بھائی ہیں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ آج (بھائی) کی جمع دو طرح سے آتی ہے ایک اخوة اور دوسری اخوان'' اہل لعنت کہتے ہیں کہ اخوة حقیقی بھائیوں کی جمع کے لیے آتا ہے اور اخوان دوستی کی وجہ سے بھائی کی جمع پر بولا جاتا ہے اور یہاں جمع اخوة ہے یعنی مسلمان سب آپس میں حقیقی بھائی ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ''لفظ مومنوں اور مسلمون عام ہیں جس سے مسلمانوں اور مومنوں کا کوئی فرد بھی باہر نہں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے خارج کرنا تخصیص بلا مخصص ہے۔

اگر معترض درین جا قیاس را دخل وہد گوید، کہ من کثیف البال وسی الحال کجا وآنحضرت ذات شریف جامع فیض وکمال کجا ازیں جہت ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از عموم نص (انما المؤمنون اخوة) واز خطاب فاخوانکم فی الدین وغیرہ خارج است پس درین صورت اطلاق اخوة وبرادر کلان بر آنحضرت جائز درانہ بود، پس در صورت عدم جواز اطلاق اخوة بر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سراسر گناہ وبے ادبی است، گویم کہ نص عام را بقیاس خاص کردن کار ابلیس است کہ نص را بقیاس خاص نمودہ خود را ازان خارج کردہ وازین رو ملعون شد چنانکہ از تفسیر کبیر وغیرہ ہویدا می گرد ((والرابع انہ تعالیٰ امر الملئکہ بالسجود لادم حیث قال واذقلنا للملئکة اسجدوا الا ابلیس ثم ان ابلیس لم یدفع ہذا النص بالکلیة بل خصص نفسہ عن زلک العموم بقیاس ہو قولہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین ثم اجمع العقلاء علی انہ جعل القیاس مقدما علی النص وصار بذلک السبب ملعونا وہذا یدل علی ان تخصیص النص بالقیاس تقدیللقیاس علی النص وانہ غیر جائزا انتہی ما فی التفسیر الکبیر فی سورة النساء اَطیعوا اللہَ وَاَطیعوا الرَّسُولَ وَاُولِی الاَمرِ مِنکُم

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ہم بد حال لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نسبت؟ لہٰذا آپ کو عموم نص انما المؤمنون اخوۃ سے خارج سمجھا جائے گا اور اس طرح آپ کو ''بڑا بھائی کہنا جائز نہ ہوگا اور اس صورت ل'' آپ پر بھائی کا اطلاق کرنا سراسر بے ادبی اور گناہ ہوگا تو میں اس کے جواب میں تفسیر کبیر کا اقتباس پیش کرتا ہوں کہ لکھتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم کے سامنے سجدہ بجا لانے کا حکم دیا تو شیطان نے اس نص کو بالکلیہ رد نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کو اس آیت کے عموم نص سے قیاس کی بنا پر خاص کر لیا اور کہا خلقتنی من نار وخلقتہ من طین اور تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ شیطان نے قیاس کو نص پر مقدم کیا اور اس سبب سے ملعون ہو گیا اور یہ ''عبارت دلالت کرتی ہے کہ قیاس کی بنا پر نص کی تخصیص کرنا حقیقت میں قیاس کو نص پر مقدم کرنا ہے اور یہ جائز نہیں ہے اب اس ایت کے عموم کو قیاس کی بنا پر خاص رنے والے اپنے متعلق سچیں کہ وہ کون ہیں۔

وازین جا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را گفتہ، کہ من برادر شما ام، و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سخن ابوبکر رضی اللہ عنہ را تقریر نمودہ وانکار نہ فرمودہ و آغاز قصہ این است کہ جناب آن سرور خیر البشر پیغام درخواست نکاح عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بسوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ فرستاد پس ابوبکر صدیق در جوابش گفت کہ من برادر توام واخوۃ مانع نکاح است، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمود اورا کہ تو برادر دینی و اسلامی بحکم کتاب اللہ ہستی واو یعنی عائشہ بر من حلال است ونکاح من از و جائز است خوۃ اسلامی مانع نکاح نیست، بلکہ اخوۃ نسبتی و رضاعی مانع می شود و آن مفقود است چنانکہ در صحیح موجود و است ((عن عروۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب عائشہ الی ابی بکر فقال لہ ابوبکر انما انا اخوک فقال انت اخی فی دین اللہ وکتابہ وہی لی حلال کذا فی صحیح البخاری فی باب تزویج الصغار من الکبار من الجزء الحادی والعشرین قولہ فقال لہ ابوبکر انما انا اخوک فقال صلی اللہ علیہ وسلم انت اخی فی دین اللہ وکتابہ وہی لی حلال نکاحہا لان الاخوۃ المعانۃ من ذلک اخوۃ النسب والرضاع لا اخوۃ الدین کذا فی القسطلانی وفتح الباری وخبر عروہ بصورت ارسال است و بمعنی مرفوع است چنانکہ از فتح الباری مستفاد می شود کما لا یخفی علی الماہر بالحدیث۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ پوچھا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اخوت اسلامی کی بنا پر عرض کیا یا حضرت میں تو آپ کا بھائی ہوں تو آپ'' نے فرمایا ہاں واقعی تو میرا اسلامی بھائی ہے لیکن اس سے حرمت نکاح ثابت نہیں ہوتی نکاح کی حرمت نسب یا رضاع سے ثابت ہوتی ہے۔

وآیت کریمہ سورۃ براۃ

فَاِنۡ تَابُوۡا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخۡوَانُکُمۡ فِی الدِّیۡنِ

ترجمہ! پس اگر باز گروند از کفر و بپائے دارند نماز را دیہند زکوۃ را پس ایشان برادران شما اند در دین اسلام ایشان راست آنچہ شمارا بود و برایشان است آنچہ بر شما باشد، نیز موید و ممد است مر آیت اولیٰ را زیرا کہ خطاب یہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر مقتضی است داعی و ہادی الی الاسلام وامل واعلم واتقی واکرام اند، پس منکر از ین خطاب بلا ریب جاہل و گمراہ است چنانکہ بر ماہر ان نصوص مخفی نخواہد بود بنا بر ان در تفسیر کبیر در سوہ اعراف گفتہ کہ ((لا یجوز تخصیص النص بالقیاس انتہی ما فیہ مختصراً

''اور قرآن مجید میں ہے کہ اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اب اس آیت اور اوپر کی حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہونا ثابت ہوا اخوانکم میں ضمیر کم کے اولین'' مخاطب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے کیونکہ وحی اصصاۃ آپ ہی کی طرف آتی تھی ار دوسرے مسلمان بعد میں مخاطب تصور ہوں گے۔ قرآن مجید کی دونوں آیات اور حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمارا بھائی ''بنا رہی ہیں اور چونکہ آپ کا ایمان ساری دنیا والوں کے ایمان سے بھی ہزارہا بلکہ کروڑ گنا زیادہ ہے۔ لہٰذا آپ بڑے بھائی ہوں گے اور باقی تمام امت چھوٹ بھائی۔

پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بدلیل ہر دو آیت کریمہ مذکورہ از راہ اخوۃ اسلامی برادر کلان و بزرگ ترشند دہمہ امت مسلمہ برادر خورد و کمتر گردیدند من حیث الایمان، چہ ایمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم الوف آلاف از ایمان تمام امت مومنہ ازید وافضل است کما تقرر فی مقرہ ((عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی المقبرۃ فقال السلام علیکم دار قوم مومنین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون وددت انا قد راینا اخواتنا قالوا ولسنا اکوانک یا رسول اللہ قال انتم اصحابی واخواننا الدین لم یاتو بعد الی اخر ما رواہ مسلم کذا فی المشکوۃ فی الفصل الثالث من کتاب الطہارۃ۔ قال العلامۃ الطیبی فی شرح ہذا الحدیث لیس نفیا لاخرتہم لکن ذکرہ مزیۃ لہم بالصحبۃ علی الاخوۃ فہم اخوتہ وصحابتہ واللاحقون اخوۃ ''کما قال اللہ تعالیٰ (انما المومنون اخوۃ) انتہی کلام الطیبی فی شرح المشکوٰۃ

ترجمہ حدیچ، دوست میدارم و آرزو می برم کہ کاش من و کسانے کہ با من اند می دیدیم برادران خود یعنے آنہا کہ بعد از ین بآیندء گفتند صحابہ کہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند، آیا برادر می خوانی آنہا را و ما نیستم برادران تو فرمود شما اصحاب ہستید، برادران ما آنہا اند کہ بعد از ین بیایند وایشان ہنوز با قلیم وجود قدم نہ نہادہ اند انتہے ما فی ترجمہ الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی وجذب القلوب لہ۔

وشیخ جلال الدین در جمع الجوامع چند حدیث بدین مضمون آوردہ است وازین جہت شیخ محی الدین ابن العربی و رباب پنجم فتوحات مکمی نوشتہ فضلت الصحابۃ فانہم حصلوا الذات وحصنا نحن الاسم ولما راعیتا الاسم مراعاتہم الذات ضوعن لنا الاجر وایضا للحسرۃ التی لم تکن لہم فکان لنا تضعیف علی تضعیف فنحن الاخوان وہم الاصحاب انتہی کلامہ۔

اس کے بعد اس حدیث پر بھی غور فرمائیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں تشریف لائے، مردگان کے لیے دعا فرمائی اور کہا کاش! ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے'' ''بھائی نہیں آپ نے فرمایا: تم میرے صحابی میرے بھںای وہ ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے بعد میں آئیں گے۔

علامہ طیبی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے بھائی ہونے کی نفی نہیں فرمائی بلکہ ان کی ایک اور فضیلت بیان کر دی جو بھائی ہونے کے علاوہ ان کو نصیب تھی، شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نصب ہوئی اور ہمیں ان کا اسم گرامی ملا ہم نے جب اس اسم کی رعایت ذات کی طرح کی اور پھر ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی حسرت بھی رہی تو ''ہمارا اجر بہت بڑھا دیا گیا ہم کو بھائی کا درجہ نصیب ہوا اور ان کو صحابی کا۔

پس قول صاحب تقویۃ الایمان مطابق قرآن مجید وقول وتقریر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وقول ابوبکر صدیق واقوال دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم بپایہ صدق متلقی بالقبول گردید و مجال معترض نادان تنگ شد توبہ در کار و اگر اعتقاد بر عنوان قرآن و فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدار دبلا ریب خاطی و گنہگار شرمسار روزگار باشد واعتقاد بر آیت (لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ) کہ مژدہ کامرانی دو جہانے می بخشد باید داشت داز دائرہ شریعت یا بجہالت بیروں نباید گذاشت وعلم منشور لا معنی النور (جاء الحق وزہق الباطل) بر صداقت صاحب تقویۃ الیمان وحماقت معترض متعصب ونادان بر افراشت وحق حقیق بجانب صاحب رسالہ باید پنداشت، چہا افسوس بر افسوس کہ حسن و عقل سلیم معترضین از خور و تامل نصوص مبدل گردیدہ کہ اعتراض بے ہودہ از نا فہمی حق بر صاحب رسالہ ناحق می کنند وعارف رومی رحمہ اللہ در شان ہچو کسان نافہمان در مثنوی می فرمائد

از شراب قہر چوں مستی دہی

نیست ہارا صورت ہستی وہی

چست مستی بند چشم از دید خشم

تا نماید سنگ گوہر پشم یشم

چست مستی حسہا مبدل شدن

چوب اگر اندر نظر صندل شدن

وجہ دوم، درانچہ صاحب تقویۃ الایمان گفتہ کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی چاہیئے نہ خدا کی سی الی آخرہ، پس آنبنا بر رد اعتقاد فاسد مسلمانان جہلاد بعضے صوفیان سفہاء کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم را از حد لوازم بشریت واز مرتبہ نبوت ومنصب رسالت بر مدارج الوہیت وصفات رب العزت رسانید امور مستحیلہ کہ مختص بذات وصفات وافعال اد ذوا لجلال لایزال است بر سول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نسبت می کنند، دبدان اعتقاد در کفر وشرک می افتند نوشتہ ومطابق کتاب اللہ تعالیٰ وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بخوبی نگاشتہ ونقاب غفلت دخذلان از روئے جہلا برداشتہ و تفصیل اجمال این برین منوال است، کہ بعضے صوفی جاہل کہ خود راپشوائے دین واسلام می شمارند اعتقاد می کنند یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را اللہ مجسم میدانند ومی گویند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اسم اللہ اند وغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظاہر اسماء دیگر، چون رحمن ورحیم، قاہر ومضل ومظہر بدان معنی گویند کہ اسم اللہ متعین شد محمد نام شد، واگر محمد مطلق شود اللہ گردود نعوذ باللہ منہا، ہنود مہادیو ورام را اوتار می گویند، ایشان محمد صلی اللہ علیہ وسلم را گفتند شاید کہ بتے ہم بنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسازند دبہ برتش پر دارزند، تمام شد کلام مولوی ظہور الحق صاحب عظیم آبادی رحمہ اللہ در تنویر الطالبین کہ در رد صوفیان جاہلین نوشتہ واین صریح کفر است بلا ریب وحذو النعل بالنعل قول یک فرقہ نصاری یعقوبیہ است چنانکہ او حق سبحانہ ورقرآن مجید می فرماید۔

لَقَدۡ كَفَرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ‌ؕ وَقَالَ الۡمَسِيۡحُ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اعۡبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىۡ وَرَبَّكُمۡ‌ؕ الایۃ (ہذا ہو قول الیعقوبیۃ لانہم یقولون ان مریم ولدت الہا ولعل معنی ہذا المذہب انہم یقولون اللہ تعالیٰ حل فی ذات عیسیٰ واتحد بذات عیسی ثم حکی تعالیٰ عن المسیح انہ قال وہذا تنبیہ علی ماہو الحجۃ القاطعۃ علی فساد قول النصاری وذلک لانہ علیہ الصلوۃ والسلام لم یفرق بین نفسہ وبین غیرہ فی ان دلائل العدوث ظاہرۃ علیہ انتہی مافی التفسیر الکبیر من سورۃ المائدۃ وقال فی المدارک ان بعض النصاری کانوا یقولون کان المسیح بعینہ ہو اللہ لان اللہ ربنا یتجلی فی بعض الازمان فی شخص فتجلی فی ذلک الوقت فی شخص عیسیٰ ولہذا کان یظہر من شخص عیسیٰ افعال لایقدر علیہا الا اللہ انتہی مافی المدارک مختصراً۔

''توان تصریحات کی روشنی میں صحاب تقویۃ الایمان کی عبارت بالکل صحیح ہے اور معترض متعصب اور نادان ہے۔''

دوسری وجہ یہ ہے کہ صاحب تقویۃ الایمان نے جو یہ لکھا ہے کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی چاہیے نہ خدا کی سی۔۔۔ الخ تو یہ جاہل مسلمانوں اور بعض بے وقوف صوفیوں کے قول کی تردید کےلیے لکھا ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازم بشریت سے نکال کر بجائے منصب رسالت و نبوت کے مرتبہ الوہیت پر پہنچادیتے ہیں اور ناممکن افعال جو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے خاص ہیں ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس طرح کفر وشرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں، چنانچہ وہ لوگ تو یہاں تک پہنچ گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجسم خدا ماننے لگے اور کہہ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اسم اللہ سے پیدا ہوئے اور دوسری تمام مخلوقات دوسرے اسماء سے اور اس میں اتنا غلو کیا کہ کہنے لگے کہ جب اللہ کا اسم متعین ہوا تو اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو گیا اور اگر محمد مطلق ہو جائے تو اللہ بن جائے نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات، ہندو مہادیو اور رام چندر کو خدا کا اوتار کہتے ہیں یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں ان کی یہ بات عیسائیوں کے فرقہ یعقوبیہ کی طرح ہے جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہا ان کا عقیدہ یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام میں خدا نے حلول کیا تھا یہی وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے ایسے افعال صادر ہوتے تھے جو خدا کے ساتھ مختص ہیں۔''

وشاہ عبدالقادر صاحب مرحوم برادر خرد شاہ عبدالعزیز قدس سرہما تحت آیت سورہ انعام قُلۡ لَّاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ عِنۡدِىۡ خَزَآٮِٕنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ وَلَاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ اِنِّىۡ مَلَكٌ‌ ۚ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰٓى اِلَىَّ‌ ؕ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ‌ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوۡنَ مطابق قول صاحب تقویۃ الایمان در موضح القرآن می نویسند یعنی پیغمبر آدمی کے سوا کچھ اور نہیں ہوجاتے کہ ان س یحال باتیں طلب کرے ایک اندھے اور دیکھتے کا فرق ہے۔ انتہی کلامہ

وصاحب تفسیر کبیر در رد عقیدہ شرکیہ ہمچو تقریر صاحب تقویۃ الایمان زیر ہمین آیت مذکورہ می نویسد الایۃ مسائل اکل مسئلہ الاولی اعلم ان ہذا من بقیۃ الکلام علی قولہ (لولا انزل علیہ ایۃ من ربہ فقال اللہ تعالیٰ قل لہؤلاء الاقوام انما بعثت بشا ومنذرا ولیس لی ان احکم علی اللہ تعالیٰ) وامرہ اللہ تعالیٰ ان ینفے عن نفسہ امورا ثلاثۃ اولہا قولہ (لا اقول لکم عندی خزائن اللہ فاعلم ان القوم کانوا یقولون لہ ان کنت رسولا من عند اللہ فاطلب من اللہ حتی یوسع علینا منافع الدنیا وخیراتہا ویفتح علینا ابواب سعاداتہا فقال تعالیٰ (قل لہم انی لا اقول لکم عندی خزائن اللہ) فہو تعالیٰ یؤتی الملک من یشاء ویعز من یشاء ویذل من یشاء بیدہ الخیر لایدی وثانیہا قولہ (ولا اعلم الغیب) ومعناہ ان القوم کانوا یقولون لہ ان کنت رسولا من عند اللہ فلا بدان تخبرنا عما یقع فی المستقبد من المصالح والمضار حتی نستعد لتحصیل تلک المالح ولدفع تلک المضار فقال تعالیٰ (قل انی لا اعلم الغیب) فکیف تطلبون منی ہذہ المطالب والحصر انہم کانوا فی المقام الاول یطلبون منہ الاموال الکثیرۃ والخیرات الاستعتکم فی المقام الثانی کانوا یطلبون منہ الاخبار عن الغیب لیتوسلوا بمعرفۃ تلک الغیوب الی الفوز بالمنافع والاجتناب عن المضار والمفاسد وثالثہا قولہ ولا لکم انی ملک) ومعناہ ان القوم کانوا یقولون ما لہذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق ویتزوج ویخالط الناس فقال تعالیٰ (قل لہم انی لست من المفسد''

واعلم ان الناس اختلفوا فی انہ من الفائدۃ فی ذکر نفی ہذہ الاحوال الثلاثۃ فالقولا الاول ان المواد منہ ان یظہر الرسول من نفسہ التواضع للہ والخضوع لہ والاعتراف بعبودیت حتی لایعتقد فیہ مثل اعتقاد النصاریٰ فی المسیح علیہ السلام والقول الثانی ان القوم کانوا یفترحون منہ اظہار المعجزات القاہرۃ القویۃ لقولہم (وقالو لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعاً الی اٰکرا الایۃ) فقال تعالیٰ فی اٰخرا الایۃ (قل سبحان ربی ہل کنت الا بشر رسولاً) یعنی لا ادعی الا الرسالۃ والنبوۃ واما ہذہ الامور التی طلبتموہا فلا یمکن تحصلہا الا بقدرۃ اللہ تعالیٰ فکان المقصود من ہذا الکلام اظہار العجز والضعف وانہ لایستقل بتحصیل ہذہ المعجزات التی طلبوہا منہ والقول الثالث ان المراد من قولہ (لا اقول لکم عندی خزائن اللہ) معناہ انی ادعی کونی موصوفا بالقدرۃ الائقۃ باللہ تعالیٰ فوقولہ (ولا اعلم الغیب) ای ولا ادعی کونی موصوفا بعلم اللہ تعالیٰ وبمجموع ہذین الکلامین حصل انہ لا یدعی الالہیۃ ثم قال (ولا اقول لکم انی ملک) وذلک لانہ لیس بعد الالہیۃ درجۃ الا علیٰ حالا من الملئکۃ فصار حاصل الکلام کانہ یقول لا ادعی الالہیۃ ولا ادعی الملکیۃ ولکنی ادعی الرسالۃ وہذا منصب لا تمنع حصولہ للبشر فکیف اطبقتم علی استنکارِ قولی ودفع دعوائی انتہی مافی التفسیر الکبیر للامام الرازی پس دندنہ صاحب تقویۃ الایمان در رد بد عقیدگان انبیاء ہم چو دندنہ صاحب تفسیر کبیر در ابطال عقیدہ مردمان اشقیاء کما لایخفی علی الاذکیاء

شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی نے موضح القرآن میں آیت قُلۡ لَّاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ عِنۡدِىۡ خَزَآٮِٕنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ وَلَاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ اِنِّىۡ مَلَكٌ‌ ۚ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰٓى اِلَىَّ‌ ؕ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ‌ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوۡنَ کے تحت لکھا ہے کہ پیغمبر'' آدمی کے سوا اور کچھ نہیں ہوجاتے کہ ان سے محال باتیں طلب کہ سے ایک اندھے اور دیکھتے کا فرق ہے۔''

تفسیر کبیر میں امام رازی نے اسی آیت کے تحت لکھا ہے آپ ان سے کہہ دین کہ میرا کام تو صرف انذار اور بشر ہے میں اللہ تعالیٰ سے زبردستی کوئی چیز نہیں منوا سکتا اور آپ نے تین چیزوں کی نفی فرمائی، میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں، میں غیب نہیں جانتا اور میں فرشتہ نہیں ہوں اس لیے کہ وہ کہتے تھے اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہمیں دولت مند بنا دیجئے اگر یہ نہیں کر سکتے تو کم از کم ہمیں غیبی خبریں ہی بتا دیجئے تاکہ ہم چیزوں کے نرخ معلوم کر کے نفع حاصل کر سکیں اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تو کم از کم خود ہی ہماری سطح سے بلند ہو کر دکھائیے کھانے پینے کی محتاجی جیسے ہم کو ہے تم کو نہیں ہونی چاہئے تو ان کا ایک ہی جواب دیا گیا کہ میں تو صرف ایک انسان ہوں اور خدا کا رسول ہوں۔''

مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ در تفسیر سورہ جن می نویسند، باید دانست کہ ذکر و عبادت مستلزم طلب حضور آن چیز است کہ اورا ذکر می کنند و معبود می سازند، پس ذکر و عبادت غیر در مقامے کہ خصوصیت بحضرت حق تعالیٰ داشتہ باشد ازان قبیل است کہ مکانے رابرائے نزدل وقدم بادشاہ ہے مہیا سازند و ہمراہ اوکسے را از رعایائے اور نیز دعوت کنند کہ کمال بے ادبی است (وانہ لما قام عبداللہ) وآنکہ ہر گاہ برمے خیز دبندہ خدا ازان جہت کہ بندہ است ، اور اخواندن خاوند خود ضرور است تا عرض مطلب خود نماید ولہذا برائے این بی می خیز دکہ یدعوہ یعنے بخواند خدا را دبہ سبب ذکر و خواندن او حضرت حق بر قلب اور تجلی فرماید و بہترین مکانات بدنش کہ دل است محل نزدل نور الٰہی گردوراد تعالیٰ دران محل مہمان شود (کادوایکونون علیہ لبدا) یعنے قریب است کہ آدمیان وجنیان بر آن بندہ ہجوم آوردہ مانند تہ توبر توشند یکے ازان بندہ طلب فرزند می کند دیگرے طلب روزی ودیگر سے طلب خدمات دنیا ودیگرے کشف کوفی وعلی ہذا القیاس بسبب این ہجوم آوردن ہمہ اوقات اورا منغص ومشوش می کنند دہم خود در ورطۂ شرک وکفر گرفتار می شوند و می فہمند کہ چون نور الٰہی بخانہ دردنے این بندہ بسبب کمال ذکر و عبادت نزول فرمود گویا این بندہ شریک کارخانہ خدائے شدو اورا وجاہتے وقدر نزد حق تعالیٰ پیدا شدکہ ہر چہ این بگوید حق تعالیٰ بعمل آرد چنانچہ در دنیا مہمان راخاطرداری میزبان بہ ہمیں مرتبہ می باشد ولہذا اہل دنیا متجس مے باشند کوکہ بادشاہ امیر وحاکم وفوجدار در خانہ ہر کہ مے آیند ازوے حل مشکلات وحاجت روائی مے جویند، دبہ ہمین خیال فاسد کہ درحق بندگان خدا بخدا ہم میر سانند در ورطہ پیر پرستی دگور پرستی می افتند و درین حادثہ جنیان د آدمیان ہر دو شریک اند، وترا منصب رسالت ثقلین اگر درین امر درحق خود خوف کنی باین ہر دو فرقہ واشگاف (قل انما ادعوا ربی) یعنی بگو سوائے این نیست کہ من می خواتم پردرگار خود را نا ظلمت کدہ دل مرا نیور تجلی خود مشرف سازدو (ولا اشرک بہ احد) یعنے وہر گز شریک نہ می کنم با او ہیچ کس را دچوں من با او ہیچ کس را شریک نہ می کردم ، وبخواندن پردرگار خود مشغول شدم پس از دیگران کے روا خواہم داشت کہ مرا بخوانند یا مرا باد شریک مقرر کنند واگر این ہر دو فرقہ از تو، توقعے نفعے یا ضررے داشتہ ترا بخوانند وشریک مقرر کنند پس صاف (قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا) یعنے بگو تحقیق من ہر گز مالک نیتم برائے شما ضررے دنہ تدبیر مطلب رس را چنانچہ پیش از من وکلاء وسفرائے جنیان وارد داح ضالہ بنی آدم اہل دنیا را بطمع منفعتہا وخوف مضر تہا می فریقتند، دخود را نزد آنہا مالک نفع وضرر نمود می کردند کہ حالا این دفتر راگاو خورد کردم واگر حادثہ ومصیبتے بتو پناہ آرند دبخواہند از غضب خدا در دامن تو پناہ گیرند بوست کندہ (قل انی لن یجیرنی من اللہ احد) یعنے بگو بتحقیق من خود درین حالت ام کہ ہر گز پناہ نمی تواند داد مرا از غضب خدا ہیچ کس (ولن اجد من دونہ ملتحدا) یعنے وہر گز نہ خواہم یافت در وجدان خود در ہیچ وقت سوائے خدا ہیچ جائے رجوع ومیلان تا بسوئے آن رجوع والتجا کنم تمام شد کلام مولانا شاہ عبدالعزیز در تفسیر عزیزی۔

دیکھئے صاحب تفسیر کی تقریر بھی تو صاحب تقویۃ الایمان ہی کی طرح ہے اور شاہ عبدالعزیز سورہ جن کی تفسیر میں لکھتے ہیں جاننا چاہیے کہ ذکر و عبادت کی مثال ایسی ہے کہ جیسے اپنے معبود ومذکور کو کسی مقام پر بلایا جائے تو جیسے'' بادشاہ کو کسی جگہ اجلاس کرنے کی دعوت دی جائے اور اس کے ساتھ ہی کسی اور کو بھی دعوت دے دی جائے تو یہ بادشاہ کی انتہائی توہین ہے ایسا ہی اگر خدا تعالیٰ کو پکاریں اور اس کے ساتھ کسی اور کو بھی پکاریں تو اس سے کدا تعالیٰ کی توہین ہوتی ہے وانہ لما قام عبداللہ ''یعنی جب بندہ خدا تعالیٰ کو پکارنے اور اس کی عبادت کرنے لگا، تو جنوں اور انسانوں نے سمجھ لیا کہ اب یہ مقبول الدعوات ہو گیا حق تعالیٰ نے اس پر تجلی فرمائی ہے تو اس پر تہ بر تہ گرنے لگے کوئی اس سے فرزند کا مطلب گا دعا کو رزق کی فرخی کا فراخی کا کوئی صحت اور خوش حالی کا اور اس کے اوقات کو پریشان کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ ان سے کہہ دیں کہ میں نے تو اپنے رب کو پکارتا ہوں کہ وہ میرے ظلمت کدہ دل کو پریشانی اوقات کی ظلمت سے منور کر دیے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اور جب میں خود اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے کے لیے تیار نہیں تو میں کب گوارا کر سکتا ہوں کہ کوئی مجھ ہی کو خدا کا شریک بنانے لگے اور اگر ان دونوں کو آپ سے نفع ونقصان کی امیدیں ہوں تو صاف کہہ دیجئے کہ میں تو اپنے نفع ونقصان کا مالک بھی نہیں ہوں اور اگر خدا کی نافرمانی اور بے ادبی اور گستاخی کر کے آپ کے دامن میں پناہ لینا چاہیں تو آپ کہہ دیں کہ خود میرے لیے بھی خدا کے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے۔''

قولہ (انی لا املک لکم ضر ولا رشد) ومعنی الکلام ان النافع والضار والمرشد والمغوی ہو اللہ وان احدا من الخلق لا قدرۃ علیہ انتہی ما فی التفسیر الکبیر باید دانست کہ روش وطرز بیان صاحب تقویۃ الایمان ونصیحت المسلمین مولوی خرم علی مرحوم در رد اشراک وابطال عقائد فاسدہ عوام ہمچو روش بیان مولانا شاہ عبدالعزیز، وصاحب تفسیر کبیر است چنانکہ بر ماہران کتب مذکورہ مخفی نخواہد بود باز قیل وقال کردن بر صاحب تقویۃ الایمان وصاحب نصیحت المسلمین خالی از غباوت وجہالت نیست نعوذ باللہ من الغبی الغوی۔

واصل حدیث کہ معترض برفائدہ آن اعتراض بر مولوی اسماعیل دہلوی رحمہ اللہ کردہ است نوشتہ می شود عن عائشہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی نفر من المہاجرین والانصار) روایت است از عائشہ رضی اللہ عنہا کہ آنحضرت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسجد لک البہائم والشجر سجدہ می کنند ترا چہار پایہا ودرختان ''فنحن احق ان نسجد لک'' پس ما سزادار تریم بآنکہ سجدہ کنیم مرترا'' فقال اعبدوا ربکم'' پس گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبادت گنید پروردگار خود را واکر موا اخاکم گرامی وعزیز دارید برادر خود را عبادت ذات شریف خود داشت ولو کنت امرا احدان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تجسد لزوجہا الی اخر ما فی المشکوٰۃ رواہ احمد۔

اور معترض نے صاحب تقویۃ الایمان مولانا اسماعیل شہید کی جس عبارت پر اعتراض کیا ہے وہ اس حدیث کا فائدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین وانصار کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے ایک اونٹ نے آکر'' آپ کو سجدہ کیا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ چارے پائے جانور اور درخت آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہمارا زیادہ حق ہے کہ ہم آپ کو سجدہ کریں تو آپ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی عزت کرو اگر میں اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔''

وازین حدیث دو فائدہ مستفاد شد یکے آنکہ صحابہ کرام بفرط محبت اور زیادت تعظیم خواستند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را سجدہ کنند، لیکن اجازت سجدہ کردن ندادکہ غیر مشروع بود زیرا کہ سجود از اقصیٰ مرتبہ تعظیم است برائے آنکہ اعلیٰ وجہ تعظیم ذاتی داشتہ باشد وآن مختص بذات پاک رب العالمین است

فائدہ دوم، آنکہ قیاس صحابہ بر قیاس سجدہ کردن بہالم ودرخت نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ومقبول نہ شدہ کہ قیاس مع الفارق بود، زیرا کہ بہائم ودرخت مکلف ہم چو جن وانس براحکام شریعت انبیاء علیہم السلام نیستند، چہ سجدہ آنہا بتسخیر الٰہی می باشد، واین از مباحث شرعیہ خارجہ است بخلاف جن وانس کو براحکام شرعیہ بواسطہ انبیاء علیہم السلام مسخر اند، کہ ازین چارہ نیست ایشان را ولہذا فرمود (اعبدوا ربکم) چہ عبادت مختص بہ پروردگار است۔

درروایت است در صحیح بخاری از حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ ''لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی بن مریم وقولوا عبداللہ ورسولہ'' یعنی در مدح من مبالغہ از حد عبدیت زیادہ کمند چنانکہ مبالغہ حضرت عیسیٰ ابن مریم از حد عبدیت بمرتبہ الوہیت درمارح کردہ شد وبگوید واعتقاد کنند بندہ اور رسول او وازین معنے شیخ عبدالحق محدث دہلوی در رسالہ نہم زیر حدیث ''الدین النصحیۃ'' از جملہ مکتوبات خود می نویسند کہ جمیع مراتب کمالات صوری ومعنوی در عبدہ ورسولہ مندرج است وعبودیت خاصہ ومخصوص ذات شریف اوست، کہ بندہ حقیقی جز او کس نتواند بود، خدا خدا است دبندہ بندہ او انتہی کلامہ مختصراً

جانوراور درخت چونکہ احکام شرعیہ کے مکلف نہیں ہیں لہٰذاان کو اس سے روکا نہیں جا سکتا اور جن وانس چونکہ مکلف ہیں اور شریعت میں حکم ہے کہ خدا کے سوا کسی کو سجدہ نہ کیا جائے ، لہٰذا انسانوں کو اس س یمنع فرمایا گیا اس'' حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کا درختوں اور جانوروں کے سجدہ پر قیاس کر کے خود سجدہ کرنا حضور کے نزدیک مقبول نہ ہو سکا کیونکہ یہ قیاس مع الفارق تھا ، لہٰذا آپ نے فرمایا :اپنے رب ہی کی عبادت کرواور میری عزت کرو، بخاری کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا میری تعظیم میں اس طرح مبالغہ نہ کرنا جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ کیا کہ ان کو عبدیت کے مقام سے نکال کر الوہیت کے مقام پر پہنچا دیا تم یہی کہتے رہنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تمہارے ہی جیسا ایک آدمی ہوں ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت ورسالت سے سرفراز فرمایا ہے اس مرتبہ میں مجھ کو وہ مقام بخشا ہے جو دوسرے لوگوں ''کو نصیب نہیں ہوا میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں فخر یہ نہیں کہتا بلکہ حقیقت کا اظہار کرتا ہوں ۔

ازین جا فرمود'' واکرموا اخاکم'' یعنے بسبب منصب رسالت از صفات بشریت ممتاز بودہ بصفات الوہیت متصف نہ شدہ ام کہ مرا عبادت کیند د سجدہ نمائید'' انا سید ولد ادم ولا فخر'' بدانید واکرام کیند وگرامی دارید واطلاق برادر بجہت بنی آدم بودن'' وانا بشر مثلکم'' است وبزرگ وکلان از لفظ اکرام وجملہ'' انا سید ولد آدم'' بوجہ حسن مستفاد گردید، قاللہ تعالیٰ (قد جائکم رسول اللہ من انفسکم ای من جنسکم عربی مثلکم انتہی) مافی البیضاوی قولہ (من انفسکم) وفی تفسیرہ وجوہ الاول یریدانہ بشر مثلکم کقولہ تعالیٰ (اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منہم) وقولہ انا بشرٌ مثلکم) والمقصودانہ لوکان من جنس الملائکۃ لصعب الامر بسبب علی الناس علی مامر تقریرہ فی سورۃ الانعام انتہی مافی التفسیر الکبیر مختصرا۔

دور سورہ فصلت می نویسد (قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی) وبیان ہذا الجواب کانہ یقول انی الااقدر علی ان احملکم علی الایمان جبرام وقہراًفانی بشر مثلکم ولاامتیاز بینی وبینکم الا بمجردان اللہ اوحی الی وما اوحی الیکم فانا ابلغ ہذا الوحی الیکم انتہی مافی التفسیر الکبیر ودر بیضاوی زیر آیت مذکورہ نوشتہ (قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰہکم الہ واحد) لست ملکا ولا جنیا لایمکنہم التلقی منہ انتہی مافی البیضاوی وغیرہ من التفاسیر۔

عن عائشہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی نفرا ای مع جماعۃ من المہاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد لہ ای لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اصحابہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجسد لک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم ای بتخصیص السجدۃ لہ فانہ غایۃ العبودیۃ ونہایۃ العبادۃ واکرموا اکاکم ای عظموہ تعظیما یلیق لہ بالمحبۃ القلبیۃ والاکرام المشتمل علی الطاعۃ الظاہر الباطنۃ وفیہ اشارۃ الی قولہ تعالیٰ وما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب وا الحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین وایماء الی ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم واما سجدۃ البعیر فخرق للعادۃ واقع بتسخیر اللہ تعالیٰ وامرہ فلا مدخل لہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فعلہ والبعیر معذور واکرموا ''اخاکم ہو بشر مثلکم ومفرع من صلب ابیکم ادم اکرموہ اکرمہ اللہ واختارہ واوحی الیہ کقولہ تعالیٰ قلم انما انا بشر مثلکم یوحی الی انتہی مافی المرقاۃ شرح المشکوۃ للملا علی القاری بقدر الحاجۃ۔

قولہ انما انا بشر مثلکم یوحی لخ البشر یطلق علی الجماعۃ والواحد یعنی انہ منہم والمراد انہ مشارک للبشر فی اصل الخلقۃ ولوزاد علیہ بالمزایا التی اختص بہا فی ذاتہ وصفاتہ والحصر ہنا مجازی لانہ یختص بالعلم الباطن ویسمی قصر قلب کانہ اتی بہ ردا'' ''علی من زعم ان من کان رسولا فانہ یعلم کل غیب حتی لایخفی علیہ المظلوم انتہی مافی فتح الباری وانما یعلمہ الانبیاء من الغیب ما اعلموا بہ بوجہ من وجوہ الوحی انتہی مافی العینی شرح البخاری مختصراً۔

اگر معترض غافل نہاد سورہ اعراف ابتد بردامعان نظر تلاوت کردے این چنین خرافات وترہات بزبان نیاوردے زیرا کہ خدائے تعالے بنا برہمین بشریت دہم جنسیت وبنی آدم بودن حضرت ہود وحضرت صالح وحضرت شعیب علیہم السلام رابرادران کفار مشرکین ارشاد فرمود باد صفے کہ کفار ومشرکین نجس اند کما قال اللہ تعالیٰ (انما المشرکون نجس۔۔۔الایۃ) (والی عاد اخاہم ہودا۔۔۔الایۃ) پس درین صورت اگر صاحب تقویۃ الایمان بردزعم فاسد بسیارے ازجہلا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رابمرتبہ الوہیت رسانیدہ اند وبعضے مختار کل درکارخانہ خدائی میدانند، برادر کلان وبزرگ گفت چنانچہ تحقیقش بالا گذشتہ بووچہ گناہ وجرم شرعاً عائد شد، بیان کند بدلیل شرع از کتاب وسنت والا بمجرد اعتراض صورت مدعا نمی بند دلان الدعوی لا تسمع الا بالبینۃ

آخر اے آہوئے مسکین کہ رمیدی ازنا

چہ گناہ رفت وچہ کردیم وچہ وبدی ازنا

صاحب تقویۃ الایمان درہیچ مقامے نہ نوشتہ، کہ بزرگان دین ودیگر اہل تمکین درخصائل مذمومہ ہم چوچمار اند حاشا وکلا کہ شخص ادنی این چنین نمی گوید چہ جا کہ مولوی صاحب مرحوم این چنین گویند دبر دعوئے من کلام مولوی صاحب ممدوح در تقویۃ الایمان جا بجا شاہد عدل است ۔

اولاً کلام متنازع فیہ است کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا'' آہ برتفاوت درجات اشخاص مشعر است

ثالثاً درفائدہ آیت کریمہ قل لا املک لنفسی نفعاً ولا ضراً می نگارند کہ '' اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء واولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ بتاتے ہیں ۔'' آہ

رابعاً درضمن حدیث اعرابی می فرمانید سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ۔'' آہ مشت نمونہ ازخردارے برائے افہام وتفہیم معترض نقل کردہ شد دو مولوی صاحب مرحوم خود در تقویۃ الایمان بہ نسبت بے ادبی کنندگان شرعی می فرمانید کہ کسے این بیت گفتہ

غافل مزاج معترض کو سورہ الاعراف کی تلاوت بڑے غور سے کرنی چاہیے یکہ خداوند تعالیٰ نے انبیاء کو مشرکین کا بھائی قرار دیا ہے حالانکہ قرآن کی نص کی روس یمشرک ناپاک ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور عاد کی طرف ہم نے ان'' کے بھائی ہود کو بھیجا۔ '' الایۃ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔'' الایۃ

پس اس صورت میں اگر مولانا شہید نے بہت سے جہلاء کے فاسد عقیدہ کی تردید میں جو کہ آپ کو خداوندی مقام پر پہنچا دیتے ہیں اور مختار کل جانتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی لکھ دیا ہے تو شرعی لحاظ سے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے اعتراض تو تب ہو سکتا کہ وہ یہ لکھتے کہ انبیاء ودیگر اہل تمکین اور بزرگان دین اپنے خصائل مذمومہ میں چماروں کی طرح ہیں ، کلا وحاشا کہ کوئی ادنیٰ آدمی بھی ایسا لکھے چہ جائے کہ مولانا صاحب مرحوم ایسا لکھتے ، چنانچہ میرے اس دعوے پر تقویۃ الایمان ہی کی بہت سی عبارتیں گواہ ہیں 'بطور مشتے نمونہ از ضرور تین چار عبارتیں ملاحظہ فرمائیں ۔

اولاً اسی مقام پر غور فرمائیں کہ یہاں بڑا ہو یا چھوٹا درجات کے تفاوت کی اطلاع دے رہا ہے ۔

ثانیاً (قل لا املک لکم ضرا ولا رشداً) کے تحت لکھتے ہیں کہ سب بڑوں کے بڑے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات دن اللہ سے ڈرتے تھے ۔

''ثالثاً: آیت لاا ملک لنفسی نفعاً ولا ضراً'' کے تحت لکھتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سوان میں بڑائی یہی ہے کہ وہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں۔۔۔الخ

دل از مہر محمد ریش دارم

رقابت باخدائے خویش دارم

وکسے این چنین می نویسد

باخدا دیوانہ باش وبا محمد ہوشیا

دکسے این چنین می گوید کہ حقیقت محمدی الوہیت سے افضل ہے اللہ تعالیٰ ایسی باتوں سے پناہ میں رکھے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ازخدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم گشت ازفضل رب

انتہی مافی تقویۃ الایمان مختصراً

طرفہ تماشا است،کہ صاحب تقویۃ الایمان سوء ادبی کنندگان شریعت رابے ادب می نویسند، داین غافلان مولوی صاحب رابے ادب می گویند، حالانکہ مولوی صاحب مرحوم رسالہ دوورقہ بزبان عربی درجواب ازالہ وسوسہ وشبہات سید عبداللہ بغدادی، ودیگر موسوسین غافلین نوشتہ بودند،کہ دراں ہمہ اعتراضات والیہہ معترضین ومنکرین رابوجہ احسن دفع درفع کردہ اند، مگر غبادت وکج فہمی راعلاجے نیست چہ ہرگاہ پشینان ازراہ عداوت وغبادت درحق حضرت (قرآن مجید (ماذااراداللہ بہذا مثلاً) گفتند وجواب ازرب الارباب چنین یافتند (یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا ومایضل بہ الاالفاسقین۔۔۔الایۃ

پس چہ مجال مولوی صاحب کہ برگشتگان رابراہ راست آرند وایشان رابرجادہ سعادت بے کم وکاست گرارندجنداماقال

کسائے کہ ذین راہ برگشتہ اند

برفتند بسیار سرگشتہ اند

قول معترض حالانکہ جمیع انبیاء خواہش آہ بران نیست، ہم سلطان ازحدیث وقرآن ومن ادعی فغلیہ البیان بالبابان، پس ازین بخذمت علماء ماہراں متحلین بعدل وانصاف وماہران متحلین ازجور واعتساف بمقتضائے مطوق لازم الوثوق (اعدلواہواقرب للتقویٰ) گذارش می کند، کہ درین اوراق صدق وفاق بغور تامل ونظر بازند وبداب آداب علم وفضل خودشور وشغب وغیظ وغضب نہ سازند کہ موجب صلاح وفلاح گردد

حافظا علم وادب ورزکہ درحضرت شاہ

ہرکراینست ادب لائق خدمت نبود

ماعلینا الاالبلاغ۔وہوہدا

عجیب معاملہ ہے کہ مولانا شاہ اسماعیل صاحب توشریعت کی بے ادبی کرنے والوں کو بے ادب فرماتا ہیں اور یہ لوگ مولانا ممدوح ہی کو بے ادب کہنے لگے، اب مولانا ممدوح کے اس دوورقہ رسالہ کا مضمون '' نقل کیا جاتا ہے جوانہون نے سید عبداللہ بغدادی اور دوسرے معترضین کے جواب میں لکھا تھا۔ علماءئے کرام سے درخواست ہے کہ وہ اس مضمون کو تعصب چھوڑکر بغور ملاحظہ فرمائیں پھران اعتراضات کی قلعی خودبخودان پر کھل جائے گی،اگرانصاف سے کام نہ لیا جائے توبہت سے منکرین نے توقرآن پر بھی اعتراض کردیئے تھے ان کو جواب یہی ملا تھا کہ یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا ومایضل بہ الاالفارقین۔''

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد09 ص229-250

محدث فتویٰ